جماعتِ ثانیہ
کا
ثبوت
تصنیف
حضرت علامہ ابو الصالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی
مدظلہ العالی
www.FaizAhmedOwaisi.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ ﷺ

جماعتِ ثانیہ کا ثبوت

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْن

﴿پیش لفظ﴾

جماعتِ ثانیہ کے جواز میں شک نہیں۔لیکن یادرہے جو ثواب کا عاشق ہے وہ پہلے سے جماعتِ اُولیٰ کا منتظر رہتا ہے۔یہ جواز صرف اس صورت میں ہے جب کہ کسی معذرتِ شرعیہ کی وجہ سے کوئی جماعتِ اُولیٰ سے رہ جائے تو اُس کے حق میں دوسری جماعت جائز ہے۔عمداً (جان بوجھ کر) جماعتِ اُولیٰ سے بیٹھنے والے اس جواز (اجازت) سے دھوکہ نہ کھائیں اورعدمِ جواز کے قائلین ہمارے دور کے معتزلہ یعنی وہابی، دیوبندی ہیں۔ (معتزلہ کا مطلب مسلمانوں کا ایک فرقہ جو معقول پسند کہلاتا ہے۔ان کے نزدیک قرآن مخلوق ہے۔اِن کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید عقلاً معلوم ہوسکتی ہے اس لیے وحی کے بغیر ہی اہلِ عقل و حکمت توحید پر ایمان لا سکتے ہیں۔یہ لوگ اللہ کو منزہ صفات خیال کرتے ہیں۔یعنی خدا میں متضاد صفات نہیں ہوسکتیں)۔اِن سے پہلے عدمِ جواز کا (جواز کے نہ ہونے کا) قائل کوئی نہ تھا۔اِسی معنیٰ پر یہی لوگ مبتدعِ زمانہ ہیں۔خود بِدعتی ہیں لیکن کہتے ہمیں ہیں۔

فقیر نفسِ مسئلہ پر چند تحقیقی کلمات لکھنے کی جرأت کرتا ہے اگر کسی کو تحقیق پسند آئے تو عمل فرمائے اگر غلطی محسوس کریں تو فقیر کو مطلع فرمائیں تاکہ اس کا اِزالہ ہو سکے۔

وَمَاتَوْفِیْقِیْ اِلَّا بَاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان

۲ ربیع الآخر بمطابق ۱۴۰۱ھ بروز اتوار

O......O......O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للّٰہ لمن لااول و لا آخرہ و الصلوٰۃ و السلام علیٰ من لانظیر لہٗ و لا ثانی لہٗ

امّا بعد! فقیراُویسی غفرلہٗ کہتا ہے کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعِ پاک کا ہرعمل ہمیں اپنی آل اولاد سے محبوب تر ہے۔ اسی لئے جوبھی کسی پاک عمل کا انکار یا رُکاوٹ کرتا ہے تو وہ مجھے ہر بُرے سے بہت بُرا محسوس ہوتا ہے۔ ہمارے دور میں نماز با جماعت جیسی نعمت کے لئے انکار بَرانکار کیا جارہا ہے۔ اِسی لئے یہ چند سطور اثبات ونفی پر حاضر کررہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بطفیل حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرمائے۔ آمین ثمّ آمین

فضائلِ نمازِ باجماعت: یہاں چندفضائل نمازِ با جماعت کے لکھے جاتے ہیں تا کہ معلوم ہو کہ جماعتِ ثانیہ کے منکرین کتنے بڑے اجروثواب سے خودبھی محروم ہوتے ہیں اوردوسروں کوبھی محروم کرتے ہیں اور اِن بدقسمتوں کوبھی تنبیہ ہو جونمازِ با جماعت (جماعتِ اولیٰ) کوترک کردیتے ہیں، عمداًیاسہواً کاہلی وبدقسمتی کی وجہ سے یااس امید پر کہ دوسری جماعت کرالیں گے۔

(فضیلت1) عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً

(صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ،باب فضل صلاۃ الجماعۃ و بیان التشدید فی التخلف عنھا،الجزء۳، الصفحۃ۳۷۷، الحدیث۱۰۳۸)

یعنی حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس (۲۷) درجہ زیادہ ہوتی ہے۔

فائدہ: جب آدمی نماز پڑھتا ہے اورثواب ہی کی نماز سے پڑھتا ہے تو معمولی سی بات ہے کہ گھر میں نہ پڑھے۔ مسجد میں جا کر جماعت سے پڑھ لے۔ کہ نہ اِس میں کچھ مشقّت ہے نہ دِقّت اور اتنا بڑا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ کون شخص ایسا ہوگا جس کوایک روپے کے ستائیس (۲۷) یا اٹھائیس (۲۸) روپے ملتے ہوں اوروہ اِن کوچھوڑ دے! مگر دین کی چیزوں میں اتنے بڑے نفع سے بھی بےتوجّہی کی جاتی ہے۔ اس کی وجہ اس کے سوا کیا ہوسکتی ہے کہ ہم لوگوں کودین کی پرواہ نہیں۔ دین کا نفع ہم لوگوں کی نگاہ میں نفع نہیں۔ دنیا کی تجارت جس میں ایک آنہ دوآنہ فی روپیہ نفع ملتا ہے اُس کے پیچھے دن بھر خاک چھانتے ہیں۔ آخرت کی تجارت جس میں ستائیس (۲۷) گُنا نفع ہے، وہ ہمارے لئے مصیبت ہے۔

ترکِ جماعت کے غلط اَعذار (بہانے): جماعت کی نماز کے لئے جانے میں دُکان کا نقصان سمجھا

جا تا ہے۔ بکری کا بھی نقصان بتایا جاتا ہے، دکان بند کرنے کی بھی دِقّت کہی جاتی ہے، لیکن جن لوگوں کے یہاں اللہ عزوجل کی عظمت ہے، اللہ عزوجل کے وعدوں پر اطمینان ہے، اُس کے اجر وثواب کی کوئی قیمت ہے، اُن کے یہاں یہ لچر عذر (فضول بہانے) کچھ بھی وُقعت نہیں رکھتے۔ ایسے ہی لوگوں کی اللہ عزوجل نے کلام پاک میں تعریف فرمائی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر (حکم) کے مقابلہ میں تجارت و دیگر کاروبار کو خیال تک میں نہیں لاتے۔ صحابۂ کرام واولیاءِ عظام علیہ السلام و رحمہما اللہ کے واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ نمازِ باجماعت کا کتنا اہتمام کرتے۔ صرف ایک حکایت پڑھئے۔

حکایت: سالم حداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بزرگ تھے۔ تجارت کرتے تھے۔ جب اذان کی آواز سنتے تو رنگ متغیّر ہو جاتا اور زرد پڑ جاتا۔ بے قرار ہو جاتے، دُکان کھلی چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے اور یہ اشعار پڑھتے۔

إذا ما دعى داعيكم قمت مسرعا	مجيبا لمولى جل ليس له مثل

یعنی جب تمہارا منادی (مؤذن) پکارنے کے واسطے کھڑا ہوجاتا ہے تو میں جلدی سے کھڑا ہو جاتا ہوں۔ ایسے مالک کی پکار کو قبول کرتے ہوئے جس کی بڑی شان ہے، اس کا کوئی مثل نہیں۔

أجيب إذا نادى بسمع وطاعة	وفى نشوة لبيك يامن له الفضل

یعنی جب وہ منادی (مؤذن) پکارتا ہے تو میں بہ حالتِ نشاط، اِطاعت وفرماں برداری کے ساتھ جواب میں کہتا ہوں کہ، اے فضل و بزرگی والے! لبیک یعنی حاضر ہوتا ہوں۔

ويصفر لونى خيفة ومهابة	ويرجع لى عن كل شغل به شغل

یعنی اور میرا رنگ خوف اور ہیبت سے زرد پڑ جاتا ہے اور اس پاک ذات کی مشغولی مجھے ہر کام سے بے خبر کردیتی ہے۔

وحقكم ما لذ لى ذكر غيركم	وذكر سواكم فى فمى قط لا يحلو

یعنی تمہارے حق کی قسم تمہارے ذکر کے سوا مجھے کوئی چیز بھی لذیذ معلوم نہیں ہوتی اور تمہارے سوا کسی کے ذکر میں بھی مجھے مزہ نہیں آتا۔

متى تجمع الأيام بينى وبينكم	ويفرح مشتاق إذا جمع الشمل

یعنی دیکھئے، زمانہ مجھ کو اور تم کو کب جمع کرے گا اور مشتاق تو جب ہی خوش ہوتا ہے جب اجتماع نصیب ہوتا ہے۔

فمن شاهدت عيناه نور جمالكم	يموت اشتياقا نحوكم قط لا يسلو

یعنی جس کی آنکھوں نے تمہارے جمال کا نور دیکھ لیا ہے تمہارے اشتیاق میں مرجائے گا کبھی بھی تسلّی نہیں پا سکتا۔

(فضیلت 2) حدیث شریف میں ہے، ''جولوگ کثرت سے مسجد میں جمع رہتے ہیں وہ مسجد کے کھونٹے ہیں فرشتے ان کے ہم نشیں ہوتے ہیں۔ اگر بیمار ہوجائیں تو فرشتے ان کی عیادت کرتے ہیں اور وہ کسی کام کو جائیں تو فرشتے ان کی اعانت کرتے ہیں''۔ (حاکم)

فائدہ: اِس حدیث شریف میں بھی نمازِ باجماعت کی طرف اشارہ ہے۔ پھراس کی برکات کی تصریح (وضاحت) ہے کہ نمازِ باجماعت ادا کرنے والوں کے حامیٔ کار فرشتگان ہوتے ہیں۔

(فضیلت 3) سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَفِي سُوقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ ضِعْفًا وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ فَإِذَا صَلَّى لَمْ تَزَلْ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلَاةَ

(صحیح البخاری، کتاب الاذان،الباب فضل صلاۃ الجماعۃ، الجزء۳، الصفحۃ۳۶،الحدیث ۶۱۱)

یعنی حضرتِ ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ'' آدمی کی وہ نماز جو جماعت سے پڑھی گئی ہو،اس نماز سے جو گھر میں پڑھ لی ہو پچیس (۲۵) درجہ المضاعف (دگنی) ہوتی ہے اور بات یہ ہے کہ جب آدمی وُضو کرتا ہے اور وُضو کو کمالِ درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔ پھر مسجد کی طرف صرف نماز کے ارادہ سے چلتا ہے۔کوئی اور ارادہ اس کے ساتھ شامل نہیں ہوتا تو جو قدم بھی رکھتا ہے اس کی وجہ سے ایک نیکی بڑھ جاتی ہے اور ایک خطا معاف ہوجاتی ہے اور جب نماز پڑھ کر اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو جب تک وہ باوضو رہے گا،فرشتے اس کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور جب تک آدمی نماز کے انتظار میں رہتا ہے وہ نماز کا ثواب پاتا رہتا ہے۔''

سوال: پہلی حدیث میں ستائیس (۲۷) درجہ کی زیادتی بتلائی گئی تھی اور اس حدیث میں پچیس (۲۵) درجہ کی۔ ان دونوں حدیثوں میں اختلاف کیوں؟

جواب نمبر ۱: علماء نے اس کے بہت سے جوابات تحریر فرمائے ہیں، جو شروع حدیث میں مذکور ہیں۔ مِن جملہ انکے ایک یہ ہے کہ نمازیوں کے اختلافِ حال کی وجہ سے ہے کہ بعضوں کو پچیس (۲۵) درجہ کی زیادتی ہوتی ہے اور بعضوں کو اخلاص کی وجہ سے ستائیس (۲۷) کی ہوجاتی ہے۔

جواب نمبر ۲: بعض علماء نے نماز کے اختلاف پر محمول (گمان) فرمایا ہے کہ سرّی نمازوں میں پچیس (۲۵) ہے اور جہری نمازوں میں ستائیس (۲۷) ہے۔

جواب نمبر ۳: بعض نے ستائیس (۲۷) عشاء اور صبح (فجر) کے لئے بتایا کہ اِن دونوں نمازوں میں اور پچّیس (۲۵) باقی نمازوں میں۔

جواب نمبر ٤: بعض شرّاح (شرح لکھنے والوں) نے لکھا ہے کہ اس اُمّت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات کی بارش بڑھتی ہی چلی گئی جیسا کہ اور بھی بہت سی جگہ اس کا ظہور ہے اس لئے اوّل پچیس (۲۵) درجہ تھا بعد میں ستائیس (۲۷) ہو گیا۔

نکتہ: بعض شرّاح ایک عجیب بات کہتے ہیں کہ اس حدیث کا ثواب پہلی حدیث سے بہت زیادہ ہے۔ اس لئے کہ اس حدیث میں یہ ارشاد نہیں کہ وہ پچیس درجہ کی زیادتی ہے۔ بلکہ یہ ارشاد ہے کہ پچیس درجہ المضاعف (دُگنی) ہوتی ہے جس کا ترجمہ دو چند اور دو گنا ہوتا ہے یعنی یہ کہ پچیس (۲۵) مرتبہ تک دو گنا اجر ہوتا چلا جاتا ہے (یعنی 2^{25})۔ اس صورت میں جماعت کی ایک نماز کا ثواب تین کروڑ پینتیس لاکھ چون ہزار چار سو بتیس (۳،۳۵،۵۴،۴۳۲) درجہ ہو۔

فائدہ: حق تعالیٰ کی رحمت سے یہ کچھ بعید نہیں۔ اور جب نماز کے چھوڑنے کا گناہ ایک حقبہ ہے تو اس کے پڑھنے کا ثواب یہ ہونا قرینِ قیاس بھی ہے (یعنی اسکا اندازہ لگایا جاسکتا ہے)۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اِس طرف اشارہ فرمایا کہ یہ تو خود ہی غور کر لینے کی چیز ہے کہ جماعت کی نماز میں کس قدر اجر و ثواب اور کس کس طرح حسنات کا اضافہ ہوتا جاتا ہے کہ جو شخص گھر سے وضو کر کے محض نماز کی نیت سے مسجد میں جائے تو اس کے ہر قدم پر ایک نیکی کا اضافہ اور ایک خطا کی معافی ہوتی چلی جاتی ہے۔

حکایت: بنوسلمہ مدینہ طیبہ میں ایک قبیلہ تھا ان کے مکانات مسجد سے دُور تھے انہوں نے اِرادہ کیا کہ مسجد کے قریب ہی کہیں منتقل ہو جائیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، ''وہیں رہو تمہارے مسجد تک آنے کا ہر ہر قدم لکھا جاتا ہے''۔

مسئلہ: حدیث میں آیا ہے کہ ''جو شخص گھر سے وُضو کر کے نماز کو جائے، وہ ایسا ہے جیسا کہ گھر سے احرام باندھ کر حج کو جائے۔''

مسئلہ: حضور ﷺ ایک اور فضیلت کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ ''جب نمازی نماز پڑھ چکا تو اُس کے بعد جب تک مصلّے پر رہے، فرشتے مغفرت اور رحمت کی دعاء کرتے رہتے ہیں۔ فرشتے اللہ کے مقبول اور معصوم بندے ہیں۔ اِن کی دعاء کی برکات خود ظاہر ہیں۔''

حکایت: محمد بن سماعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بزرگ عالم ہیں جو امام ابو یوسف و امام محمد رحمھم اللہ تعالیٰ علیہم کے شاگرد ہیں۔ ایک سو تین برس (۱۰۳) کی عمر میں انتقال ہوا۔ اُس وقت دوسو (۲۰۰) رکعات نفل روزانہ پڑھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ مسلسل چالیس (۴۰) برس تک میری ایک مرتبہ کے علاوہ تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی **سبحان اللہ**۔ صرف ایک مرتبہ جس دن میری والدہ کا انتقال ہوا، اُس کی مشغولی کی وجہ سے تکبیر اولیٰ فوت ہوگئی تھی۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری جماعت کی نماز فوت ہوگئی تھی تو میں نے اس وجہ سے کہ جماعت کی نماز کا ثواب پچیس (۲۵) درجہ زیادہ ہے اس نماز کو پچیس (۲۵) دفعہ پڑھی کہ وہ عدد پورا ہوجائے۔ تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ محمد! پچیس دفعہ نماز تو پڑھ لی مگر ملائکہ کی آمین کا کیا ہوگا! (فوائدِ بھیہ)

(فضیلت 4) حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''جب امام **سورۃ فاتحہ** کے بعد آمین کہتا ہے تو ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں۔ جس شخص کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہوجاتی ہے اُس کے پچھلے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔''

فائدہ: مولانا عبدالحی لکھنوی فرماتے ہیں کہ اس قصّے میں اِس طرف اشارہ ہے کہ جماعت کا ثواب مجموعی طور سے جو حاصل ہوتا ہے وہ اکیلے میں حاصل ہو ہی نہیں سکتا۔ چاہے ایک ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ اس نماز کو پڑھ لے اور یہ ظاہر بات ہے کہ ایک آمین کی موافقت ہی صرف نہیں بلکہ مجمع کی شرکت نماز سے فراغت کے بعد ملائکہ کی دعاء، جس کا اِس حدیث میں ذکر ہے۔ اِن کے علاوہ اور بہت سی خصوصیات ہیں جو جماعت ہی میں پائی جاتی ہیں۔ ایک ضروری اُمر یہ بھی قابلِ لحاظ ہے کہ علماء نے لکھا ہے کہ فرشتوں کی اِس دُعا کا مستحق جب ہی ہوگا جب نماز نماز بھی ہو اور اگر ایسے ہی پڑھی کہ پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر منہ پر ماردی گئی تو فرشتوں کی دُعا کا مستحق نہیں ہوتا۔

(فضیلت 5) قَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللَّهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلَى هَؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادَى بِهِنَّ فَإِنَّ اللَّهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدَى وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هَذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ ثُمَّ يَعْمِدُ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ هَذِهِ الْمَسَاجِدِ إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَخْطُوهَا حَسَنَةً وَيَرْفَعُهُ بِهَا دَرَجَةً وَيَحُطُّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتَى بِهِ يُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يُقَامَ فِي الصَّفِّ

(صحیح المسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، الباب صلاۃ الجماعۃ من سنن الھدی، الجزء۳، الصفحۃ۳۸۷، الحدیث۱۰٤٦)

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود ارشاد فرماتے ہیں کہ ''جو شخص یہ چاہے کہ کل قیامت کے دن اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مسلمان بن کر حاضر ہو، وہ اِن نمازوں کو ایسی جگہ ادا کرنے کا اہتمام کرے جہاں اذان ہوتی ہے (یعنی مسجد میں)۔ اس لئے

کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسی سُنّتیں جاری فرمائی ہیں جو سراسر ہدایت ہیں۔ اُنہیں میں سے یہ جماعت کی نمازیں بھی ہیں۔ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو گے جیسا کہ فلاں شخص پڑھتا ہے تو تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑنے والے ہوں گے اور یہ سمجھ لو کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ و گے تو گمراہ ہو جاؤ گے اور جو شخص اچھی طرح وُضو کرے، اِس کے بعد مسجد کی طرف جائے تو ہر ہر قدم پر ایک ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک ایک خطا معاف ہو گی اور ہم تو اپنا یہ حال دیکھتے تھے کہ جو شخص کھلم کھلا منافق ہو وہ تو جماعت سے رہ جاتا تھا، ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عام منافقوں کی بھی جماعت چھوڑنے کی ہمت نہ ہوتی تھی یا کوئی سخت بیمار ہو، ورنہ جو شخص دو آدمیوں کے سہارے سے گھسٹتا ہوا جا سکتا تھا وہ بھی صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔'' اور فرمایا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سنن الہدیٰ سمجھاتے اور سنن الہدیٰ میں ایک یہ تھا کہ اس مسجد میں نماز ادا کی جائے جہاں اذان ہوتی ہے۔''

موت سر پر لیکن نماز جماعت کے ساتھ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الوصال کے وقت بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے تشریف لاتے، تفصیل آتی ہے۔

معمولاتِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں اِن کے یہاں جماعت کا اِس قدر اہتمام تھا کہ اگر بیمار بھی کسی طرح جماعت میں جا سکتا تھا تو وہ بھی جا کر شریک ہو جاتا تھا، چاہے دو آدمیوں کو کھینچ کر لے جانے کی نوبت آتی۔

ہمارے آقا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوقتِ وصال مرض کی شدّت کی وجہ سے بار بار غشی ہوتی تھی اور کئی کئی دفعہ وضو کا پانی طلب فرماتے تھے۔ آخر ایک مرتبہ وضو فرمایا اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے کہ زمین پر پاؤں مبارک اچھی طرح جمتا بھی نہ تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعمیلِ ارشاد میں نماز پڑھانا شروع کر دی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جا کر نماز میں شریک ہوئے۔

(فضیلت 6) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا وہ بالکل سامنے ہے اور تو اُس کو دیکھ رہا ہے اور اپنے آپ کو مُردوں کی فہرست میں شمار کیا کر (زندوں میں اپنے کو سمجھ ہی نہیں کہ پھر نہ کسی بات کی خوشی نہ کسی بات سے رنج) اور مظلوم کی بددُعا سے ہمیں بچا اور جو تو اتنی بھی طاقت رکھتا ہو کہ زمین پر گھسٹ کر عشاء اور صبح کی جماعت میں شریک ہو سکے تو دریغ نہ کر۔

لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْ الصَّلَاةِ إِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهُ أَوْ مَرِيضٌ إِنْ كَانَ الْمَرِيضُ لَيَمْشِي بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتَّى يَأْتِيَ الصَّلَاةَ وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدَى وَإِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُؤَذَّنُ فِيهِ

(صحيح المسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، الباب صلاة الجماعة من سنن الهدى، الجزء۳، الصفحة۳۸۶، الحديث ۱۰۴۵)

یعنی منافقوں پرعشاء اورصبح کی نماز بہت بھاری ہے۔ اگران کو یہ معلوم ہوجاتا کہ جماعت میں کتنا ثواب ہے تو زمین پر گھسٹ کر جاتے اور جماعت سے ان کو پڑھتے۔

(فضیلت 7) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَال قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى لِلَّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَةٌ مِنْ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِنْ النِّفَاقِ

(سنن الترمذی ، کتاب الصلاۃ ، الباب ماجاء فی فضل التکبیرۃ الاولی، الجزء ۱،الصفحۃ۴۰۷، الحدیث ۲۲۴)

یعنی حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے'' کہ جو شخص چالیس دن اخلاص کے ساتھ ایسی نماز پڑھے کہ تکبیرِ اُولیٰ فوت نہ ہوتو اُس کودو پروانے ملتے ہیں۔ایک پروانہ جہنم سے چھٹکارے کا اور دوسرا نفاق سے بَری ہونے کا۔''

فائدہ: لیکن نیّت کا نیک ہونا ضروری ہے ورنہ وہ نماز اُلٹا وبال بن جائے گی۔

حکایت: ایک شخص نے کسی کو کہا کہ چالیس روز نماز با جماعت پڑھو تمہیں انعام میں بھینس دوں گا۔ چالیسویں روز وہ شخص بھینس لینے گیا تو اُس نے کہا میں نے تیری عادت کو مضبوط کرنے کے لئے کہا تھا کہ جب تم چالیس روز نماز پڑھو گے تو پھر عادت بن جائے گی۔اس نے کہا کہ اگر تیری یہی نیّت تھی تو میں نے بھی بھینس لینے کے لئے نماز پڑھی تھی اِسی لئے وضوء بھی نہیں کرتا تھا اس خیال پر کہ بھینس نہ ملی تو وضوء کی تکلیف کا غم تو نہ ہوگا۔

فائدہ: جو اِس طرح چالیس دن اخلاص سے نماز پڑھے کہ شروع سے امام کے ساتھ شریک ہو اور نماز شروع کرنے کی تکبیر جب امام کہے تو اُسی وقت یہ بھی نماز میں شریک ہو جائے تو وہ شخص نہ جہنم میں داخل ہوگا نہ منافقوں میں داخل ہوگا۔

فائدہ: منافق وہ لوگ کہلاتے ہیں جو اپنے کو مسلمان ظاہر کریں لیکن دل میں کفر رکھتے ہوں اور چالیس دن کی خصوصیت بظاہر اس وجہ سے ہے کہ حالات کے تغیّر میں چالیس دن کو خاص دخل ہے۔ چناں چہ آدمی کی پیدائش کی ترتیب جس حدیث میں آئی ہے اُس میں بھی چالیس دن تک نطفہ رہنا پھر گوشت کا ٹکڑا چالیس دن تک ، اِسی طرح چالیس چالیس دن میں اِس کا تغیّر ذکر فرمایا ہے۔ اِسی وجہ سے صوفیاء کے یہاں چلّہ بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کی برسوں کی تکبیرِ اولیٰ فوت نہیں ہوتی۔

فائدہ: تکبیرِ اولیٰ کی سات حدیں ہیں۔ تفصیل فقیر کے ''کشکولِ اُویسی'' میں ہے۔

(فضیلت 8) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا أَعْطَاهُ اللَّهُ جَلَّ وَعَزَّ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ صَلَّاهَا وَحَضَرَهَا لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَجْرِهِمْ شَيْئًا

(سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، الباب فیمن خرج یرید الصلاۃ فسبق بھا، الجزء۲، الصفحۃ۱۷۳، الحدیث۴۷۷)

یعنی نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں نماز کے لئے جائے اور وہاں پہنچ کر معلوم ہو کہ جماعت ہو چکی تو بھی اِس کو جماعت کی نماز کا ثواب ہوگا اور اِس ثواب کی وجہ سے اُن لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی جنہوں نے جماعت سے نماز پڑھی ہے۔

حکایت: اِس کے متعلق ایک حکایت مروی ہے کہ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ حَضَرَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ الْمَوْتُ فَقَالَ إِنِّي مُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا مَا أُحَدِّثُكُمُوهُ إِلَّا احْتِسَابًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ

(سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، الباب ماجاء فی الھدی فی المشی الی الصلاۃ، الجزء۲، الصفحۃ ۱۷۱،الحدیث ٤٧٤)

فَإِنْ أَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى فِي جَمَاعَةٍ غُفِرَ لَهُ فَإِنْ أَتَى الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا بَعْضًا وَبَقِيَ بَعْضٌ صَلَّى مَا أَدْرَكَ وَأَتَمَّ مَا بَقِيَ كَانَ كَذَلِكَ فَإِنْ أَتَى الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا فَأَتَمَّ الصَّلَاةَ كَانَ كَذَلِكَ

(سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، الباب ماجاء فی الھدی فی المشی الی الصلاۃ، الجزء ۲، الصفحۃ ۱۷۱، الحدیث ٤٧٤)

یعنی حضرت سعید رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ ایک انصاری کو سکرات جاری ہوئی۔ اس وقت اُس نے کہا کہ میں ایک حدیث صرف رضائے الٰہی پر سناتا ہوں۔ وہ یہ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو تم میں سے وُضو کرکے مسجد میں آیا اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کی تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہوگئے اور اگر بعض رکعات پڑھ لیں تو بھی گناہ بخشے گئے اور اگر جماعت ہوگئی، اِس نے تنہا پڑھی تب بھی مسجد میں آنے کی وجہ سے اُس کے گناہ بخشے گئے۔

فائدہ: یہ اللہ کا کس قدر انعام و احسان ہے کہ محض کوشش اور سعی پر جماعت کا ثواب مل جائے۔ گو جماعت نہ مل سکے، اللہ کے اِس دین پر بھی ہم لوگ خود ہی نہ لیں تو کسی کا کیا نقصان ہے اور اِس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ محض اِس کھٹکے سے کہ ہو چکی ہوگی۔ مسجد میں جانا ملتوی نہ کرنا چاہیے۔ اگر جا کر معلوم ہو کہ ہو چکی ہے تب بھی ثواب تو مل ہی جائے گا۔ البتہ اگر پہلے سے یقیناً معلوم ہو جائے کہ جماعت ہو چکی ہے تو مضائقہ نہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں جماعت کے ساتھ پڑھنے والے پر غفرلہ' (تمام گناہ بخشے جانے) کا وعدہ ہے تو جس طرح ایسے نمازی کے لئے خاتمہ ایمان کی شرط ہے ایسے ہی یزید کے لئے۔ تفصیل فقیر کی کتاب ''شرحِ حدیثِ قسطنطنیہ'' میں ہے۔

(فضیلت9) عَنْ قَبَاثِ بن أَشْيَمَ الليثى، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ":صَلاةُ الرَّجُلَيْنِ يَؤُمُّ أَحَدُهُمَا، صَاحِبَهُ أَزْكَى عِنْدَ اللَّهِ مِنْ صَلاةِ أَرْبَعَةٍ تَتْرَى، وَصَلاةُ أَرْبَعَةٍ يَؤُمُّهُم أَحَدُهُمْ، أَزْكَى عِنْدَ اللَّهِ مِنْ صَلاةِ ثَمَانِيَةٍ تَتْرَى، وَصَلاةُ ثَمَانِيَةٍ يَؤُمُّهُمْ أَحَدُهُمْ، أَزْكَى عِنْدَ اللَّهِ مِنْ صَلاةِ مِائَةٍ تَتْرَى

(المعجم الكبير للطبرانی،الباب الجزء٤، الجزء١٣،الصفحة٣٦٦)

یعنی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ دو آدمیوں کی جماعت کی نماز کہ ایک امام ہو ایک مقتدی، اللہ کے نزدیک چار آدمیوں کی جماعت علیحدہ علیحدہ نماز سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اِسی طرح چار آدمیوں کی جماعت کی نماز آٹھ آدمیوں کی متفرّق نماز سے زیادہ محبوب ہے اور آٹھ آدمیوں کی جماعت کی نماز سو(١٠٠) آدمیوں کی متفرّق نمازوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ اِسی طرح جتنی بڑی جماعت میں نماز پڑھی جائے گی وہ اللہ کو زیادہ محبوب ہے مختصر جماعت سے۔

فائدہ: یہ اُس نماز باجماعت کے لئے ہے جو مسجد میں یا کسی ایسے مقام میں جہاں جماعتِ اُولیٰ کو عمداً نہیں چھوڑا گیا، ورنہ بہت سے لوگ پہلی جماعت ترک کرکے یا مسجد سے کُترا کر یہ سمجھتے ہیں کہ دو چار مل کر گھر، دوکان وغیرہ پر جماعت کرلیں وہ کافی ہے۔ اوّل تو اس میں مسجد کا ثواب شروع ہی سے نہیں ہوتا۔ دوسرے کثرتِ جماعت کے ثواب سے بھی محرومی ہوتی ہے۔ مجمع جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے واسطے ایک کام کرنا ہے تو پھر جس طریقہ میں اس کی خوشنودی زیادہ ہو اُسی طریقہ سے کرنا چاہیے۔

(فضیلت10) حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ تین چیزوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔

ا: جماعت کی صف کو ٢: اس شخص کو جو آدھی رات (تہجد) کی نماز پڑھ رہا ہو۔ ٣: اُس شخص کو جو کسی لشکر کے ساتھ لڑ رہا ہو۔ (جامع الصغير)

(فضیلت11) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَبْشَرْ الْمَشَّاءُونَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(سنن ابن ماجه ، كتاب المساجد والجماعات، الباب المشى الى الصلاة، الجزء ٢، الصفحة٤٩٩،الحديث٧٧٣)

یعنی حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اندھیرے میں بہ کثرت جاتے رہتے ہیں۔ اُن کو قیامت کے دن کے پورے پورے نور کی خوش خبری سُنا دے۔

فائدہ: اَندھیروں میں مساجد میں نماز باجماعت پڑھنے میں، یا ویسے ہی قیامت میں یہ انعام ملے گا کہ دیگر لوگ اندھیروں میں وقت بسر کریں گے لیکن اُس کے ہاتھ میں نورانی قندیلیں لٹکی ہوں گی۔

(فضیلت 12) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت میں ہے کہ:

بَشِّرِ الْمُدْلِجِينَ إِلَى الْمَسَاجِدِ فِي الظُّلَمِ بِمَنَابِرَ مِنْ نُورٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَفْزَعُ النَّاسُ وَلا يَفْزَعُونَ

(المعجم الکبیر للطبرانی،الباب الجزء۲، الجزء۷،صفحۃ ۱۵٤)

یعنی دنیا میں اندھیری رات میں مسجد میں جانے کی قدر اُس وقت معلوم ہوگی جب قیامت کا ہولناک منظر سامنے ہوگا اور ہر شخص مصیبت میں گرفتار ہوگا۔آج کے اندھیروں کی مشقّت کا بدلہ اور اس کی قدر اُس وقت ہوگی جب ایک چمکتا ہوا نور اور آفتاب سے کہیں زیادہ روشنی اِن کے ساتھ ساتھ ہوگی۔

ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا کہ میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے کہ (مولا) تیرے پڑوسی کون ہیں؟ ارشاد ہوگا کہ مسجدوں کو آباد کرنے والے۔

فائدہ : حدیث میں آیا ہے جسکا مفہوم ہے کہ حق تعالیٰ کو سب جگہوں سے زیادہ محبوب مسجدیں ہیں اور سب میں زیادہ ناپسند بازار ہیں۔

فائدہ: حدیث میں ہے کہ مسجدیں جنّت کے باغ ہیں۔ (جامع الصغیر)

فائدہ : صحیح حدیث میں وارد ہے، حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالی عنہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کو دیکھو کہ مسجد کا عادی ہے تو اُس کے ایمان دار ہونے کی گواہی دو۔(جامع الصغیر) اس کے بعد اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (پارہ۱۰،سورۃ التوبۃ، آیت ۱۸) یہ آیت تلاوت فرمائی یعنی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔

فائدہ : حضور ﷺ نے فرمایا کہ مشقّت کے وقت وضو کرنا اور مسجد کی طرف قدم اٹھانا اور نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھے رہنا گناہوں کو دھو دیتا ہے۔ (جامع الصغیر)

ایک حدیث میں ہے جسکا مفہوم ہے کہ جو شخص جتنا مسجد سے دُور ہوگا اتنا ہی زیادہ ثواب۔

نکتہ : اِس لئے کہ ہر ہر قدم پر اَجر و ثواب ہے اور جتنی دور مسجد ہوگی اتنے ہی قدم زیادہ ہوں گے۔ اِسی وجہ سے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے تھے۔

(13) حدیث شریف میں ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر لوگوں کو اِن کا ثواب معلوم ہو جائے تو لڑائیوں سے ان کو حاصل کیا جائے۔"

1: اذان کہنا 2: جماعت کی نمازوں کے لئے دوپہر کے وقت جانا 3: پہلی صف میں نماز پڑھنا

(فضیلت 14) حدیث شریف میں ہے کہ "قیامت کے دن جب ہر شخص پریشان حال ہوگا اور آفتاب نہایت تیزی پر ہوگا۔ سات (۷) آدمی ہوں گے جو اللہ کی رحمت کے سائے میں ہوں گے۔ اِن میں ایک وہ ہے کہ جس کا دِل مسجد میں اَٹکا رہے کہ جب کسی ضرورت سے باہر آئے تو پھر مسجد میں جانے کی خواہش ہو۔

فائدہ: حدیث میں ہے، "جو شخص مسجد سے الفت رکھتا ہے اللہ جل شانہٗ اس سے الفت فرماتا ہے"۔

عقلی دلیل: شریعتِ مطہرہ کے ہر حکم میں خیر و برکت، اَجر و ثواب تو بے پایاں ہے ہی، اُس کے ساتھ ہی یہ بہت سی مصلحتیں بھی ان اَحکام میں جو ملحوظ ہوتی ہیں، اُن کی حقیقت تک پہنچنا تو مشکل ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے علوم اور اُن علوم کے مصالح تک کس کی رسائی ہے۔ مگر اپنی اپنی استعداد اور حوصلہ کے موافق جہاں تک اپنی سمجھ کام دیتی ہے، ان کی مصالح بھی سمجھ میں آتی ہیں اور جتنی اِستعداد ہوتی ہے اتنی ہی خوبیاں اُن احکام کی معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ علماء نے جماعت کی مصالح بھی اپنی اپنی سمجھ کے موافق تحریر فرمائی ہیں۔

ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ نور اللہ مرقدہٗ نے حجۃ اللہ البالغہ میں ایک تقریر اِس کے متعلق ارشاد فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

تقریر شاہ ولی اللہ دھلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: رسم و رواج کے مہلکات (نقصانات) سے بچنے کے لئے اِس سے زیادہ نافع کوئی چیز نہیں کہ عبادات میں سے کسی عبادت کو ایسی عام رسم اور عام رواج بنالیا جائے جو علی الاعلان ادا کی جائے اور ہر شخص کے سامنے خواہ سمجھ دار ہو یا ناسمجھ وہ ادا کی جاسکے۔ اس کے ادا کرنے میں شہری اور غیر شہری برابر ہوں۔ مسابقت اور تفاخر اسی پر کیا جائے اور ایسی عام ہو جائے کہ ضروریاتِ زندگی میں اس طرح داخل ہو جائے کہ اس سے علیٰحدگی ناممکن اور دشوار بن جائے تاکہ وہ اللہ کی عبادت کے لئے مؤید ہو جائے اور وہ رسم و رواج جو موجبِ مضرت و نقصان تھا وہی حق کی طرف کھینچنے والا بن جائے اور چوں کہ عبادات میں کوئی عبادت بھی نماز سے زیادہ مہتم بالشان اور دلیل وجحت کے اعتبار سے بڑھی ہوئی نہیں، اس لئے ضروری ہوا کہ آپس میں اِس کے رواج کو خوب شائع کیا جائے اور اُس کے لئے خاص طور سے اِجتماع کیا جائے اور آپس میں اتفاق سے اُس کو مروّج کیا جائے نیز ہر

مذہب میں اور دین میں کچھ لوگ ایسے ہوئے ہیں جو مقتداء ہوتے ہیں کہ ان کا اِتباع کیا جاتا ہے اور کچھ لوگ دوسرے درجہ میں ایسے ہوتے ہیں جو کسی سے معمولی سی ترغیب وتنبیہ کے محتاج ہوتے ہیں اور کچھ لوگ تیسرے درجہ میں بہت ناکارہ اور ضعیف الاعتقاد ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو اگر مجمع میں عبادت کا مکلّف نہ کیا جائے تو وہ سُستی اور کاہلی کی وجہ سے عبادات بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ اِس وجہ سے مصلحت کا مقتضا یہی ہے کہ یہ سب لوگ اجتماعی طور پر عبادت کو ادا کریں تا کہ جو لوگ عبادت کو چھوڑنے والے ہیں وہ عبادت کرنے والوں سے ممتاز ہو جائیں اور رغبت کرنے والوں اور بے رغبتی کرنے والوں میں کھلا تفاوت ہو جائے اور ناواقف لوگ علماء کے اِتباع سے واقف بن جائیں اور جاہل لوگوں کو عبادت کا طریقہ معلوم ہو جائے اور اللہ کی عبادت اِن لوگوں میں اِس پگھلی ہوئی چاندی کی طرح سے ہو جائے جو کسی ماہر کے سامنے رکھی جائے۔ جس سے جائز ناجائز اور کھرے کھوٹے میں کُھلا فرق ہو جائے، جائز کی تقویت کی جائے اور ناجائز کو روکا جائے۔

دوسری عقلی دلیل: مسلمانوں کے ایسے اِجتماع میں جس میں اللہ کی طرف رغبت کرنے والے، اس کی رحمت کے طلب کرنے والے، اُس سے ڈرنے والے موجود ہوں اور سب کے سب اللہ ہی کی طرف ہمہ تن متوجّہ ہوں، برکتوں کے نازل ہونے اور رحمت کے متوجّہ ہونے کی عجیب خاصیت رکھی ہے۔

تیسری عقلی دلیل: اُمّتِ محمدیہ کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ اللہ کا بول بالا ہو اور دینِ اسلام کو تمام دینوں پر غلبہ ہو۔ اور یہ ممکن نہیں جب تک یہ (جماعت) طریقہ رائج نہیں۔ سب کے سب عوام، خواص، شہر کے رہنے والے اور گاؤں کے رہنے والے، چھوٹے بڑے ایک جگہ جمع ہو کر اس چیز کو جو اسلام کا سب سے بڑا شُعار ہے، اور سب سے بالاتر عبادت ہے ادا نہ کریں۔ اِن وُجوہ سے شریعت جمعہ اور جماعت کے اہتمام کی طرف متوجہ ہوئی۔ ان کے اظہار و اعلان کی ترغیبیں اور چھوڑنے پر وعیدیں نازل ہوئیں اور چوں کہ اظہار و اجتماع ایک صرف محلّہ اور قبیلہ کا ہے اور ایک تمام شہر کا اور محلّہ کا اجتماع ہر وقت سہل ہے اور تمام شہر کا ہر وقت مشکل ہے کہ اس میں تنگی ہے اس لئے محلّہ کا اجتماع ہر نماز کے وقت قرار دیا اور جماعت کی نماز اس کے لئے مشروع ہوئی اور تمام شہر کا اجتماع آٹھویں دن قرار دیا اور جمعہ کی نماز اس کے لئے تجویز ہوئی اور علاقائی اور ہمہ گیر اجتماع کے لئے عیدیں مقرر ہوئیں۔

ترکِ جماعت پر وعیدات: جماعتِ ثانیہ کی مشروعیت بوجہ مجبوری ہے کہ اگر بے خبری سے یا دُوری سے یا کوئی جائز مجبوری سے جماعت رہ گئی تو، ورنہ جو لوگ عمداً گپ شپ لگاتے رہیں یا سُستی وغفلت سے یا اس خیال پر کہ پہلی جماعت نہ سہی ہم دوسری کر لیں گے یہ گناہ ہے ترکِ جماعت میں یہ بھی شامل ہے۔

حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے احکام کی پابندی پر جیسے کہ انعامات کا وعدہ فرمایا ہے، ایسے ہی تعمیل نہ کرنے پر ناراضی اورعتاب بھی فرمایا ہے۔ یہ بھی اللہ کا فضل ہے کہ تعمیل میں بے گراں اِنعامات کا وعدہ فرمایا ہے ورنہ بندگی کا مقتضا صرف عتاب ہی ہونا چاہیئے تھا کہ بندگی کا فرض ہے تعمیلِ ارشاد، پھراس پرانعام کے کیا معنی اور نافرمانی کی صورت میں جتنا بھی عتاب وعذاب ہووہ برمحل کہ آقا کی نافرمانی سے بڑھ کراور کیا جرم ہوسکتا ہے۔ پس کسی خاص عتاب یا تنبیہ کے فرمانے کی ضرورت نہ تھی مگر پھر بھی اللہ عزوجل اوراس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر شفقت فرمائی کہ طرح طرح سے متنبہ فرمایا۔اس کے نقصانات بتائے، مختلف طور سے سمجھایا۔ پھر بھی ہم نہ سمجھیں تو اپنا ہی نقصان ہے۔

چند روایات پڑھیے:

(روایت 1) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ َالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيَ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ اتِّبَاعِهِ عُذْرٌ قَالُوا وَمَا الْعُذْرُ قَالَ خَوْفٌ أَوْ مَرَضٌ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّى

(سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، الباب فی التشدید فی ترک الجماعۃ، الجزء ٢،الصفحۃ ١٥٥، الحدیث ٤٦٤)

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد ہے کہ ’’جو شخص اَذان کی آواز سُنے اور بلا کسی عُذر کے نماز کو نہ جائے (یعنی وہیں پڑھ لے) تو وہ نماز قبول نہیں ہوتی۔ صحابہ کرام علیہ الرضوان نے عرض کیا کہ عذر سے کیا مراد ہے؟ ارشاد ہوا کہ مرض ہو، کوئی خوف ہو‘‘۔

فائدہ: قبول نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اِس نماز پر جو ثواب اورانعام حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے ہوگا د گنا نہ ہوگا۔ گوفرض ذمہّ سے اُتر جائے گا اور یہی مراد ہے اُن حدیثوں سے جن میں آیا ہے کہ اُس کی نماز نہیں ہوتی۔ اِس لئے کہ ایسا ہونا بھی کچھ ہونا ہوا جس پر انعام واکرام نہ ہوا۔ یہ ہمارے اِمام کے نزدیک ہے۔ ورنہ صحابہ اورتابعین کی ایک جماعت کے نزدیک ان احادیث کی بناء پر بلا عذرِ جماعت کا چھوڑنا حرام ہے اور جماعت سے پڑھنا فرض ہے۔ حتیٰ کہ بہت سے علماء کے نزدیک نماز ہوتی ہی نہیں۔ حنفیہ کے نزدیک اگر چہ نماز ہو جاتی ہے مگر نماز کے چھوڑنے کا مجرم تو ہو ہی جائے گا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث میں یہ بھی نقل کیا گیا، ’’اُس شخص نے اللہ کی نافرمانی کی اوررسول کی نافرمانی کی‘‘۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ’’جو شخص اذان کی آواز سُنے اور جماعت سے نماز نہ پڑھے نہ اُس نے بھلائی کا ارادہ کیا نہ اُس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا گیا‘‘۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ’’جو شخص اذان کی آواز سُنے اور جماعت میں حاضر نہ ہو اُس کے کان پگھلے ہوئے سیسے سے بھر دیئے جائیں یہ بہتر ہے‘‘۔

(روایت 2) عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْجَفَاءُ كُلُّ الْجَفَاءِ وَالْكُفْرُ وَالنِّفَاقُ مَنْ سَمِعَ مُنَادِيَ اللّٰهِ يُنَادِيْ بِالصَّلَاةِ يَدْعُوْ إِلَى الْفَلَاحِ وَلَا يُجِيْبُهُ

(مسند احمد، کتاب مسند المکیین، الباب حدیث معاذ بن انس الجهنی رضی الله تعالی عنه، الجزء ٣١، الصفحة ٢٢٦، الحديث ١٥٠٧٤)

یعنی نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”سراسر ظلم ہے اور کفر ہے اور نفاق ہے اُس شخص کا فعل جو اللہ کے مُنادی (یعنی مؤذّن) کی آواز سُنے اور نماز کو نہ جائے“۔

فائدہ: کتنی سخت وعید اور ڈانٹ ہے۔ اِس حدیثِ پاک میں کہ اس کی حرکت کو کافروں کا فعل اور منافقوں کی حرکت بتایا ہے کہ گویا مسلمان سے یہ بات ہو ہی نہیں سکتی (کہ مسلمان یہ فعل انجام دے ہی نہیں سکتا)۔ ایک دُوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ ”آدمی کی بدبختی اور بدنصیبی کے لئے یہ کافی ہے کہ مؤذّن کی آواز سُنے اور نماز کو نہ جائے“۔ سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر لوگوں میں تھے۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ مگر حضور ﷺ سے روایت سُننے کی نوبت کم عمری کی وجہ سے نہیں آئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو بازار کا نگران بنا رکھا تھا۔ ایک دن اِتفاق سے صبح کی نماز میں موجود نہ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس طرف تشریف لے گئے تو اُن کی والدہ سے پوچھا کہ ”سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آج صبح کی نماز میں نہیں تھے“۔ والدہ نے کہا کہ ” رات بھر نفلوں میں مشغول رہا، نیند کے غلبہ سے آنکھ لگ گئی“۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ”میں صبح کی جماعت میں شریک ہوں یہ مجھے اس سے پسندیدہ ہے کہ رات بھر نفل پڑھوں“۔

(روایت 3) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقَ مَعِي بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلَى قَوْمٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلَاةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ بِالنَّارِ

(صحيح المسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، الباب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد فى التخلف عنها، الجزء ٣، الصفحة ٣٨٠، الحديث ١٠٤١)

یعنی حضورِ اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”میرا دل چاہتا ہے کہ چند جوانوں سے کہوں کہ بہت ایندھن اکٹھا کر کے لائیں پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا عذر گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور جا کر ان کے گھروں کو جلا دوں“۔

فائدہ: نبی اَکرم ﷺ کو باوُجود اُنکی شفقت اور رحمت کے، جو اُمّت کے حال پر تھی اور کسی شخص کی ادنیٰ سی تکلیف بھی

گوارا نہ تھی۔ اُن لوگوں پر جو کہ گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں، اِس قدر غُصّہ ہے کہ ان کے گھروں میں آگ لگا دینے کو بھی آمادہ ہیں۔

(روایت 4) قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ لَا يُؤَذَّنُ وَلَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّ الذِّئْبَ يَأْكُلُ الْقَاصِيَةَ

(مسند احمد، کتاب مسند الانصار، الباب باقی حدیث ابی الدرداء رضی الله تعالی عنه، الجزء ٤٤، الصفحة ١٨٨، الحدیث ٢٠٧١٩)

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں جماعت نماز نہ ہوتی ہو تو اُن پر شیطان مسلّط ہو جاتا ہے۔ اس لئے جماعت کو ضروری سمجھو۔ بھیڑیا اکیلی بکری کو کھا جاتا ہے اور آدمیوں کا بھیڑیا شیطان ہے۔''

فائدہ: اِس سے معلوم ہوا کہ لوگ کھیتی باڑی میں مشغول رہتے ہیں۔ اگر تین آدمی ہوں تو اُن کو جماعت سے نماز پڑھنا چاہیے بلکہ دو کو بھی جماعت سے پڑھنا اُولیٰ ہے۔ کسان عام طور سے اوّل تو نماز پڑھتے ہی نہیں کہ ان کے لئے کھیتی کی مشغولی اپنے نزدیک کافی عذر ہے۔ اور جو بہت دیندار سمجھے جاتے ہیں، وہ بھی اکیلے ہی پڑھ لیتے ہیں۔ حالانکہ اگر چند کھیت والے بھی ایک جگہ جمع ہوکر پڑھیں تو کتنی بڑی جماعت ہو جائے اور کتنا بڑا ثواب حاصل کریں۔ چار پیسے کے واسطے سردی گرمی دھوپ بارش سب سے بے نیاز ہوکر دن بھر مشغول رہتے ہیں۔ لیکن اتنا بڑا ثواب ضائع کرتے ہیں اور اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ لوگ اگر جنگل میں جماعت سے نماز پڑھیں تو اور بھی زیادہ ثواب کا سبب ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ پچاس (۵۰) نمازوں کا ثواب ہو جاتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ''جب کوئی بکریاں چرانے والا کسی پہاڑ کی جڑ میں (یا جنگل میں) اذان کہتا اور نماز پڑھنے لگتا ہے تو حق تعالیٰ اس سے بے حد خوش ہوتا ہے اور تعجب وتفاخر سے فرشتوں سے فرماتا ہے۔ دیکھو میرا بندہ اَذان کہہ کر نماز پڑھنے لگا یہ سب میرے ڈر کی وجہ سے کر رہا ہے میں نے اُس کی مغفرت کردی اور جنت کا داخلہ طے کردیا۔''

(روایت 5) وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَجُلٍ يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ لَا يَشْهَدُ جُمْعَةً وَلَا جَمَاعَةً قَالَ هُوَ فِي النَّارِ

(سنن الترمذی، کتاب الصلاة، الباب ماجاء فیمن یسمع النداء فلا یجیب، الجزء ١، الصفحة ٣٦٩، الحدیث ٢٠٢)

یعنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نفلیں

پڑھتا ہے، مگر جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا (اس کے متعلق کیا حکم ہے؟)۔آپ نے فرمایا کہ،''یہ شخص جہنمی ہے۔''

فائدہ: گو ایک خاص زمانہ تک سزا بھگتنے کے بعد جہنم سے نکل آئے کہ بہر حال مسلمان ہے۔مگر نہ معلوم کتنے عرصہ تک پڑا رہنا پڑے گا۔ جاہل صوفیوں میں وظیفوں اور نفلوں کا تو زور ہوتا ہے، مگر جماعت کی پرواہ نہیں ہوتی، اس کو وہ بزرگی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ کمالِ بزرگی اللہ کے محبوب کی اِتباع ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ،''تین شخصوں پر حق تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے۔''

(۱)۔۔۔ اس شخص پر جس سے نمازی (کسی معقول وجہ سے) ناراض ہوں اور وہ امامت کرے

(۲)۔۔۔اس عورت پر جس کا خاوند اس سے ناراض ہو

(۳)۔۔۔اس شخص پر جو اذان کی آواز سُنے اور جماعت میں شریک نہ ہو۔

(روایت6) وأخرج ابن مردويه عن كعب الحبر قال :والذی أنزل التوراة على موسى والإنجيل على عيسى والزبور على داود والفرقان على محمد أنزلت هذه الآيات فی الصلوات المكتوبات حيث ينادى بهن (يوم يكشف عن ساق) إلى قوله :(وقد كانوا يدعون إلى السجود وهم سالمون) الصلوات الخمس إذا نودی بها .وأخرج البيهقی فی شعب الإيمان عن سعيد بن جبير فی قوله:(وقد كانوا يدعون إلى السجود) قال:الصلوات فی الجماعات .وأخرج البيهقی عن ابن عباس فی قوله:(وقد كانوا يدعون إلى السجود) قال:الرجل يسمع الأذان فلا يجيب الصلاة كذافی الدرالمنثورقلت و تمام الآية يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ يُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَ قَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ وَ هُمْ سٰلِمُوْنَ

(الدر المنثور فی التأويل بالمأثور،سورةالقلم تحت آيت ٤٢، الجزء١٠، الصفحة٢٨)

یعنی حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،''کہ قسم ہے اس پاک ذات کی، جس نے تورات حضرت موسیٰ پر اور انجیل حضرت عیسیٰ پر اور زبور حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمائی اور قرآن شریف سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا کہ یہ آیتیں فرض نمازوں کو جماعت سے ایسی جگہ پڑھنے کے بارے میں جہاں اذان ہوتی ہو نازل ہوئی ہیں۔

(ترجمہ آیات) جس دن حق تعالیٰ ساق کی تجلّی فرمائے گا (جو ایک خاص قسم کی تجلّی ہوگی) اور لوگ اِس دن سجدہ کے لئے بُلائے جائیں گے، تو یہ لوگ سجدہ نہیں کرسکیں گے۔ان کی آنکھیں شرم کے مارے جھکی ہوئی ہوں گی اور اُن پر ذلّت چھائی ہوئی ہوگی۔اس لئے کہ یہ لوگ دُنیا میں سجدہ کی طرف بُلائے جاتے تھے۔اور صحیح سالم تندرست تھے۔ (پھر بھی سجدہ نہیں کرتے تھے)

فائدہ: ساق کی تجلّی ایک خاص قسم کی تجلّی ہے جو میدانِ حشر میں ہوگی۔اس تجلّی کو دیکھ کر سارے مسلمان سجدہ میں گر جائیں گے۔مگر بعض لوگ ایسے ہوں گے جن کی کمر تختہ ہو جائے گی اور سجدہ پر قدرت نہ ہوگی۔ یہ کون لوگ ہیں؟ اس بارے میں تفسیریں مختلف وارد ہوئی ہیں۔ایک تفسیر یہ ہے جو کعب احبار رضی اللہ تعالٰی عنہ سے منقول ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں جماعت کی نماز کے واسطے بلائے جاتے تھے اور جماعت کی نماز نہیں پڑھتے تھے۔دوسری تفسیر بخاری شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے منقول ہے کہ ''میں نے حضور ﷺ سے سُنا کہ یہ لوگ وہ ہوں گے جو دُنیا میں ریا اور دکھلاوے کے واسطے نماز پڑھتے تھے۔تیسری تفسیر یہ ہے کہ یہ کافر لوگ ہیں جو دنیا میں سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے تھے۔چوتھی تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد منافق ہیں۔

بہرحال اس تفسیر کے موافق جس کو حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالٰی عنہ قسم کھا کر ارشاد فرما رہے ہیں اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ جیسے جلیلُ القدر صحابی (امامِ تفسیر) سے اس کی تائید ہوتی ہے۔کتنا سخت معاملہ ہے کہ میدانِ حشر میں ذِلّت وخواری ہو اور تمام اہلِ اسلام سجدہ میں ہوں اور اس سے سجدہ نہ ہو سکے!

اِن کے علاوہ اور بہت سی وعیدیں بر ترکِ جماعت وارد ہیں۔خوفِ خدا رکھنے والے مُسلمان کو تو صرف اللہ تعالٰی اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہی کافی ہے۔اُسے وعید سے کیا غرض کیوں کہ وہ صرف اپنے آقا کے حکم کا پابند ہے اور جسے اللہ ورسول ﷺ کی وعیدیں اُسے ہزاروں وعیدیں سناؤ کچھ اثر نہ ہوگا۔لیکن جب سزا کا وقت آئے گا اُس وقت پشیمانی ہوگی۔

دلائلُ الجواز: نمازِ باجماعت کی اہمیت کے پیشِ نظر جماعتِ ثانیہ کا جواز قوی دلائل سے بھی ثابت ہے۔چناں چہ چند دلائل حاضر ہیں۔

(دلیل 1) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصَرَ رَجُلًا يُصَلِّي وَحْدَهُ فَقَالَ أَلَا رَجُلٌ يَتَصَدَّقُ عَلَى هَذَا فَيُصَلِّيَ مَعَهُ

(سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ،الباب فی الجمع فی المسجد مرتین،الجزء۲،صفحة۱۸۷، الحدیث۴۸۷)

یعنی حضور سرورِ عالم ﷺ نے ایک شخص کو تنہا نماز پڑھتے دیکھ کر فرمایا کہ ''تم میں کوئی ایسا نہیں جو اس شخص کو صدقہ دے یعنی اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھے۔''

(دلیل 2) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ وَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [1] فَقَالَ أَلَا رَجُلٌ يَتَصَدَّقُ عَلَى هَذَا فَيُصَلِّيَ مَعَهُ [2]

[1] (سنن أبی داود، کتاب الصلاۃ،باب ما جاء فی الجماعة فی مسجد قد صلی فیه مرة،الجزء۱، الصفحة۳۷۳، الحدیث۲۰۴)

[2] (سنن أبی داود، کتاب الصلاۃ،باب فی الجمع فی المسجد مرتین،الجزء ۲، الصفحة۱۸۷، الحدیث۴۸۷)

یعنی حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ جماعت ہوچکی تھی۔آپ نے فرمایا،''تم میں کوئی ہے جو اس کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھ کر اسے صدقہ دے۔

فائدہ: امام مجدّ دِ گیارہویں صدی یعنی حضرت علامہ علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں اِسی حدیث کے تحت لکھا ہے۔

يَتَفَضَّلُ عَلَيْهِ وَيُحْسِنُ إِلَيْهِ (فَيُصَلِّى مَعَهُ) لِيَحْصُلَ لَهُ بِذَلِكَ أَجْرُ الْجَمَاعَةِ، فَيَكُونُ كَأَنَّهُ تُصُدِّقَ عَلَيْهِ . قَالَ الْمُظْهِرُ :سَمَّاهُ صَدَقَةً لِأَنَّهُ يَتَصَدَّقُ عَلَيْهِ بِثَوَابِ سِتٍّ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً ، إِذْ لَوْ صَلَّى مُنْفَرِدًا لَمْ يَحْصُلْ لَهُ إِلَّا ثَوَابُ صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح،الجزء٦، الصفحة١٦، الحديث١١٥٣)

یعنی اس پر فضل واحسان فرمائے کہ اس کے ساتھ نماز پڑھے تا کہ اُسے بھی جماعت کا ثواب حاصل ہو۔اس اعتبار سے گویا اس نے اُسے صدقہ دیا۔راقم کہتا ہے کہ اُس کا نام صدقہ اس لئے کہ اس نے اُسے ستائیس (۲۷) درجے زائد عطا کئے کیوں کہ اگر وہ اکیلا ادا کرتا تو اُسے تنہا کا ثواب ملتا۔

فائدہ: یعنی یتصدق بمعنیٰ یتفصل اس لئے ہے کہ نمازی جب دوبارہ نماز پڑھے گا تو جو جماعت اُولیٰ سے محروم ہوگیا اُسے جماعتِ ثانیہ مل جائیگی اور نمازِ باجماعت والی فضیلت حاصل کرلے گا اور یہ فضیلت کے حصول کا سبب بنا۔جس نے اُس کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھی اِسی لئے ''یتصدق'' سے تعبیر فرمایا۔

مسئلہ: فقہاءِ کرام نے اِسی حدیثِ مبارک سے استدلال فرمایا ہے کہ نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کی اقتداء کرسکتا ہے۔

استدلال محققانہ: اِقْتِدَاءُ مُتَنَفِّلٍ بِمُفْتَرِضٍ کے کلیہ کے لئے فقہاءِ کرام نے اسی حدیث شریف کوماٗ خذ بنایا۔اگر کوئی انکار ہوتا تو فقہاءِ کرام اس سے استدلال نہ کرتے ۔اِس سے یقیناً ثابت ہوا کہ جماعتِ ثانیہ باتفاق الفقہاء (فقہا کے اتفاق) جائز ہے۔ورنہ وہ اِس حدیث شریف سے اپنا کلیہ تیار نہ کرتے ۔کیوں کہ مبہم اورعدم جواز کے افعال سے قواعد کی بنیاد نہیں رکھی جاتی ۔

سوال: یتفضل بمعنی یتصدق ہے اور اِس سے تو یہ ثابت ہوا کہ نفل والے کی فرض والے کے پیچھے نماز جائز ہے حالانکہ جھگڑا تو اس میں ہے کہ فرض والے کی فرض والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ تمہاری پیش کردہ روایات سے تو تمہارا دعویٰ ثابت نہ ہوا۔

جوابات: اِس سوال کے کئی جوابات ہیں ۔

جواب نمبر۱: مخالف اِتنا مان لے کہ فرض والے کی دوسری جماعت جائز ہے۔خواہ اُس کے مقتدی نفل والے

ہوں تو بھی عوام پریشانی سے بچ جائیں۔

جواب نمبر ۲: یتصدق بمعنے یتطوع ضروری نہیں جیسا کہ مخالف نے کہا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تصدّق عام ہے صرف تطوع سے خاص کرنا جہالت ہے۔یعنی تصدّق کا اطلاق فرائض ونوافل ہر ایک کے لئے ہوتا ہے بلکہ صدقاتِ واجبہ یعنی فرائض کے لئے زیادہ استعمال ہوتا ہے اس کی مثالیں قرآن مجید، احادیثِ مبارکہ میں موجود ہیں۔

آیت: اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ وَ الْعٰمِلِیْنَ [1] الی ان قال "فَرِیْضَةً مِّنَ الله" [2] میں صدقات بمعنٰی زکوٰۃ ہے اور یہ فرض ہے جیسا کہ آیت میں فَرِیْضَةً مِّنَ الله سے واضح ہے اور تصدّق کا مادہ صدقہ تو ہے۔

حدیث: "لك صدقة ولنا هدية" یعنی "تیرے لئے صدقہ اور ہمارے لئے ہدیہ وتحفہ ہے" میں صدقہ سے صدقۂ واجبہ یعنی فرض مراد ہے۔کیوں کہ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی آل یعنی سادات وغیرہ کے لئے صدقۂ واجبہ حرام ہے نہ کہ صدقۂ نافلہ۔اِن دو دلیلوں سے ثابت ہوا کہ یتصدق بمعنٰی جیسے امام کی فرضی نماز مراد ہے۔ایسے ہی مقتدی کی بھی فرضی مراد ہو جو ہمارا مُدّعا ہے۔ہاں جو اُسے مقتدی کی نفلی نماز سے مخصوص کرتا ہے وہ بلا دلیل کہتا ہے اور شریعت میں بلا دلیل دعویٰ کرنا۔احداث فی الدین یعنی بدعت کا اِرتکاب ہے۔اِسی لئے تو فقیر اویسی غفرلہٗ کہتا ہے کہ یہی لوگ یعنی دیوبندی، وہابی، بدعتی فرقہ ہے کہ ہر اسلامی مسئلے میں اپنے نئے اصول بنا کر عوام کو بہکاتے ہوئے اپنے عیب پر پردہ ڈال کر سیانے چور کی طرح شور مچا کر الٹا اہلِ سنت کو بدعتی جیسی مذموم صفت سے موصوف کرتے ہیں۔

استدلال بطریقِ دیگر: "فیصلی معه" حضور نبی اکرم ﷺ کا حکمِ عام ہے۔یعنی جو شخص نماز باجماعت سے رہ گیا تھا اس کی نماز جماعت کے ساتھ مکمل کرنے کے لئے فیصلی مطلق لفظ ہے جو نوافل وفرائض کو عموماً شامل ہے۔کیوں کہ المطلق یجری علی اطلاقه مطلق کا اجراء علی الاطلاق ہوتا ہے اور اجراء علی الاطلاق کا تقاضا ہے کہ ہر قسم کی جماعتِ ثانیہ جائز ہے یعنی اقتداء المتفضل بالمفترض ہو یا بالعکس۔

قاعدہ دیگر: چوں کہ فیصلی معه مطلق بلا تقیید ہے اور قاعدۂ اصولیہ مشہور ہے "المطلق اذا اطلق یرادبه الفرد الکامل" مطلق جب بلا تقیید واقع اس سے فردِ کامل مراد لیا جاتا ہے اور نماز کا فردِ کامل فرض ہے اور جماعت میں فرض نماز فردِ کامل ہے نہ بالعکس۔(فام فهم)

قاعدہ اصولیہ: مذکورہ قواعد کے علاوہ ایک قاعدہ اور بھی ہے جیسے کتبِ اصول میں لکھا ہے۔اِنَّ الْعِبْرَةِ بِعُمُوْمِ اللَّفْظِ لَا بِخُصُوْصِ السَّبَبِ" اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے نہ کہ خصوصی کا۔ہمارے اِن قواعد سے معلوم ہوا کہ فیصلی

---

[1] اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ وَ الْعٰمِلِیْنَ (پارہ۱۰،سورۃ التوبۃ،آیت ۶۰)

﴿**ترجمہ**: زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کے لئے ہے محتاج اور نرے نادار اور جو اسے تحصیل کر کے لائیں۔﴾

[2] فَرِیْضَةً مِّنَ اللهِ (پارہ۱۰،سورۃ التوبۃ،آیت ۶۰) ﴿**ترجمہ**: یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا۔﴾

کے عموم واطلاق کے لحاظ سے مقتدی کی اِقتداءفرائض کی ہو یا نوافل کی ہر طرح سے جائز ہے۔

اِزالۂ وھم : ہماری تقریر مذکور سے اِس وہمی کا وہم دفع ہو گیا جو کہتا ہے کہ جس وقت حضور ﷺ کے حکم سے جس شخص نے نماز پڑھی تھی، تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے تھے اور وہ تو حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ چکے تھے اور یہی ہم کہتے ہیں نفلی نماز والا فرض والے کے پیچھے اقتداء کرسکتا ہے لیکن فرض والے کو فرض والے کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے ۔اس وہمی کا یہاں صرف نفلی نماز مُراد لینا قواعد واصول اسلام کے خلاف کہنا ہے۔

وھمِ مذکور کی تردید کی توثیق وتائید : مخالفین یہ مانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس نمازِ ثانی کا حکم فرمایا تھا وہ عصر کی نماز تھی ۔کما قال العلامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی تائید حدیث ذیل سے کی ہے۔

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ

(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ،الباب الصلاۃ بعد الفجرحتی ترتفع الشمس،الجزء۲،صفحة ٤٣١، الحديث٥٤٩)

یعنی حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا فجر کی نماز طلوعِ شمس کے وقت اور عصر کی نماز غروبِ شمس کے وقت ادا کی جائے۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ عصر کی نماز کے بعد نوافل پڑھنا ناجائز ہے۔

مضبوط دلائل: چوں کہ رسولِ اکرم ﷺ کی زندگی اقدس کا مطالعہ جتنا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیب ہوا، ایسے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ہم مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عمل پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے جماعتِ ثانیہ بار ہا ادا کی اور وہ جماعتیں مقتدی وامام دونوں فرائض ادا کرنے والے تھے۔

(دلیل 1) وَجَاءَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّيَ فِيهِ فَأَذَّنَ وَأَقَامَ وَصَلَّى جَمَاعَةً

(صحیح البخاری، کتاب الاذان،الباب فضل صلاۃ الجماعة،الجزء٣،الصفحة٣٣)

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں آئے اور جماعت ہوگئی تو آپ نے اذان واقامت کے بعد نماز باجماعت ادا فرمائی۔

فائدہ: اس کی شرح میں علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ فَجَاءَ أَنَسٌ فِی نَحْوِ عِشْرِينَ مِنْ فِتْيَانِهِ ۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الأذان،باب فضل صلاۃ الجماعة،الجزء ٢ ، الصفحة٤٦٧)

غور کیجئے: جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عمل سے ثابت ہے کہ وہ دوبارہ جماعتِ ثانیہ جماعتِ اُولیٰ کی طرح ادا کرتے تھے جیسا کہ دوسری جماعت کے لئے اذان واقامت سے ثابت ہوتا ہے۔ حالانکہ مخالفین مانتے ہیں کہ نوافل کے لئے اذان واقامت نہیں ہوتی۔

(دلیل 2) وَرُوِیَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ صَلَّى بِعَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ فِی مَسْجِدٍ قَدْ جَمَعَ فِيهِ وَهُوَ قَوْلُ عَطَاءٍ

وَالْحَسَنِ فِی رِوَایَةٍ ، وَإِلَيْهِ ذَهَبَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَأَشْهَبُ عَمَلًا بِظَاهِرِ قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ عَلَى صَلَاةِ الْفَذِّ

(عمدة القاری شرح صحیح البخاری،الجزء ١٠، الصفحة١٥٣)

یعنی حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علقمہ واسود کے ساتھ اس مسجد میں نماز جماعت سے پڑھائی جہاں پہلے جماعت ہو چکی تھی ۔ یہی عطاء وحسن کا قول ہے اور امام احمد واسحاق واشہب کا یہی مذہب ہے۔انہوں نے حدیث شریف کے ظاہر پر عمل فرمایا ہے۔

(دلیل 3) اِمام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ وَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :أَيُّكُمْ يَتَّجِرُ عَلَى هَذَا؟، فَقَامَ رَجُلٌ فَصَلَّى مَعَهُ. قال: وَفِي البَابِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، وَأَبِي مُوسَى، وَالحَكَمِ بْنِ عُمَيْرٍ.قال أبو عيسى : وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(سنن الترمذی،کتاب الصلاۃ،باب ما جاء فی الجماعة فی مسجد قد صلی فیه مرة،الجزء ١، الصفحة٣٧٣، الحدیث٢٠٤)

یعنی ایک مرد حاضر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا چکے تھے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ” تم میں کوئی ہے جو اسے ثواب دلوا دے ۔ایک شخص اُٹھا جو نماز پہلے بھی پڑھ چکا تھا اُس نے اُس کے ساتھ نماز پڑھی ۔“

فائدہ: اِمام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ حدیث روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ مِنَ التَّابِعِينَ

(سنن الترمذی،کتاب الصلاۃ،باب ما جاء فی الجماعة فی مسجد قد صلی فیه مرة،الجزء١، الصفحة٣٧٣، الحدیث٢٠٤)

یعنی یہ صحابہ کرام کے علاوہ اہلِ علم حضرات اور بے شمار تابعین کا مذہب ہے۔

آخری گزارش: متلاشیٔ حق کے لئے اتنا کافی ہے۔ہاں یہ ضروری ہے کہ ہمارے دلائل اس نمازی کے لئے ہیں جس سے بہ مجبوری جماعتِ اُولیٰ رہ گئی اور جو عمداً سُستی کا شکار ہو کر دوسری جماعت کے جواز کا سہارا لے وہ نمازی شیطان ونفس کا شکار ہے،اسے ایسے سہارے کام نہ دیں گے۔

وما علینا الاالبلاغ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم الامین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۔

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ (بہاولپور، پاکستان)

٢ ربیع الآخر ١٤٠١ھ